خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

تحریر: مولانا ابو الحماد محمد محب النبی رضوی، جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، جہانیاں منڈی

حضور سرور کونین ﷺ کی نور نظر، حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی لخت جگر، فاتح خیبر شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ، خاتون جنت، سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی مبارک زندگی ان کی جدوجہد، زہد وتقویٰ، شرم وحیاء، صبر و رضا، نبی اکرم ﷺ سے آپ کی محبت، آپ ﷺ کی غمگساری و دلجوئی، آپ کے خاوند، آپ کی اولاد یہ سب تاریخ اسلام کا ایک اہم حصہ ہیں۔ ان نفوس قدسیہ کی معطر سیرت کا مطالعہ ایمان کی تازگی، روح کی تسکین اور دل کی استقامت کا سبب ہے۔

امام ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مقربین نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو اپنے دین و ایمان کی سلامتی کے لئے ہم کیا کریں گے۔ فرمایا: ان کے ارشادات و فرمودات کے آٹھ اوراق ہر روز پڑھتے رہنا انشاء اللہ العزیز حصول مقصد کا باعث ہوگا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان حضرات کی تعلیمات اور حالات و واقعات کے مطالعہ سے اپنے نفوس کو جلا بخشیں اور انہیں پاک کریں۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی محبت تو جہنم سے آزادی کی ضامن ہے۔

کنز العمال شریف میں ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا سَمَّيْتُ ابْنَتِيْ فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ فَطَمَهَا وَمُحِبِّيْهَا عَنِ النَّارِ۔

(کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۹، رقم الحدیث: ۳۴۲۲۷، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ترجمہ: میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے محبوں کو دوزخ سے آزاد کیا ہے۔

خاتون جنت، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت نبوت کے پہلے سال مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر شریف اکتالیس سال تھی۔ نو سال کی عمر میں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا۔ ساڑھے پندرہ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ۔

(کنز العمال، ج ۱۱، ص ۶۰۰، رقم الحدیث: ۳۲۸۹۱، ج ۱۳، ص ۶۸۴، رقم الحدیث: ۳۷۷۵۳، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ کیلئے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا۔

(کنز العمال ج ۱۳، ص ۶۸۶، رقم الحدیث: ۳۷۷۵۵)

ترجمہ: یا اللہ میں اپنی اس بیٹی کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے

تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب کیا۔ اس سے وضو فرمایا پھر باقی پانی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ڈال کر دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِي بَنَائِهِمَا۔ (کنز العمال، ج ۱۳، ص ۶۸۱، رقم الحدیث ۳۷۷۴۵ و ج ۱۶، ص ۴۸۴، رقم الحدیث: ۴۵۵۷۰)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں دوسری شادی کی اجازت نہیں تھی۔ مسلم شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر ارشاد فرمایا کہ بنو ہاشم بن مغیرہ نے اپنی بیٹی کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رشتہ کرنے کی اجازت مانگی ہے۔ میں ان کو اجازت نہیں دیتا۔ پھر میں ان کو اجازت نہیں دیتا۔ پھر میں ان کو اجازت نہیں دیتا۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میری بیٹی میری جان کا حصہ ہے اس کی پریشانی مجھے پریشان کرتی ہے اور اس کی تکلیف مجھے تکلیف دیتی ہے۔

(صحیح مسلم، باب فضائل فاطمہ بنت النبی علیہا السلام، رقم الحدیث: 6307)

بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک فاطمہ میری جان کا حصہ ہے اور میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص اسے ناراض کرے۔ خدا کی قسم! کسی شخص کے پاس رسول اللہ اور دشمن خدا کی بیٹیاں جمع نہیں ہوسکتیں۔

(صحیح البخاری، باب ذکر اصہار النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث 3729)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑی محبت و شفقت فرماتے۔ آپ جب صبح نماز فجر پڑھنے تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے قریب سے گزرتے ہوئے ارشاد فرماتے: اے اہل بیت نبوت نماز قائم کرو

اور پھر یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرماتے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (الاحزاب: 33)

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے۔

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے انہیں چومتے اور اپنی جگہ پر پیار و محبت سے بٹھاتے۔ جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر پر روانہ ہوتے تو اپنے اہل و عیال میں سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو فرماتے اور واپسی کے وقت سب سے پہلے ان کے پاس تشریف لاتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا و ناراضگی کو اپنی رضا و ناراضگی قرار دیا اور ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا فَاطِمَةُ شَجْنَةٌ مِّنِّیْ يَبْسُطُنِیْ مَا يَبْسُطُهَا وَيَقْبِضُنِیْ مَا يَقْبِضُهَا۔ (کنز العمال، ج ۱۱ ص ۱۱۱ رقم الحدیث: 34240 موسسۃ الرسالہ، بیروت)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ۔

(صحیح البخاری، باب منقبۃ فاطمۃ علیہا السلام، رقم الحدیث: 3713 دار الکتاب العربی، بیروت، کنز العمال ج 12 رقم الحدیث 34244 موسسۃ الرسالہ، بیروت)

مرض وصال شریف میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر خصوصی شفقت فرماتے ہوئے آپ سے راز و نیاز کی باتیں فرمائیں اور آپ کو خوش خبری عطا فرمائی۔

بخاری و مسلم کے حوالہ سے مشکوۃ شریف میں ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم ازواج مطہرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھیں۔ اتنے میں حضرت

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کی رفتار نبی کریم ﷺ کی رفتار سے مختلف نہ تھی۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: ہماری بیٹی کے لئے کشادگی ہو۔ پھر انہیں بٹھایا۔ اس کے بعد ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ شدت سے رو پڑیں۔ جب ان کا غم دیکھا تو دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ اچانک ہنسنے لگیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے اٹھ گئے تو میں نے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے) ان سے پوچھا کہ سرکار ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی کی؟ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کرسکتی۔ جب سرکار ﷺ رحلت فرما گئے تو میں نے کہا کہ میں آپ کو اس حق کی قسم دے کر کہتی ہوں جو مجھے آپ پر ہے کہ آپ مجھے خبر دیں۔ انہوں نے کہا: ہاں اب بتائے دیتی ہوں۔ پہلی دفعہ جب نبی کریم ﷺ نے سرگوشی فرمائی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ جبریل امین ہر سال ہمارے ساتھ قرآن پاک کا ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ ہمارا یہی خیال ہے کہ مدت حیات پوری ہونے کے قریب پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا تم تقویٰ اختیار کرنا اور صبر کرنا اس لئے کہ ہم بہترین پیش رو ہیں یہ سن کر میں نے رونا شروع کر دیا۔ جب آپ نے میری یہ کیفیت دیکھی تو دوبارہ سرگوشی کی اور فرمایا کہ اے فاطمہ! تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم اہل جنت یا فرمایا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ نیز فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے ملاقات کرو گی۔ یہ سن کر میں خوش ہو گئی اور ہنسنے لگی۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص568 باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

نبی اکرم ﷺ کے وصال شریف پر آپ کو بہت صدمہ پہنچا اس کے بعد آپ بہت زیادہ روتیں۔ اس سلسلہ میں آپ کے یہ اشعار بھی ہیں۔

نَفْسِیْ عَلٰی زَفَرَاتِهَا مَحْبُوْسَةٌ
یَا لَیْتَهَا خَرَجَتْ مَعَ الزَّفَرَاتِ
لَا خَیْرَ بَعْدَكَ فِی الْحَیٰوةِ وَاِنَّمَا
اَبْكِیْ مَخَافَةَ اَنْ تَطُوْلَ حَیَاتِیْ

میری جان درد و غم اور رنج والم میں گھر گئی ہے اے کاش! یہ جان درد و غم کے ساتھ نکل جاتی۔ آپ کے بعد جینے میں کوئی بہتری نہیں ہے اور میں اس خوف سے روتی ہوں کہ کہیں میری حیات لمبی نہ ہو جائے۔

حضور ﷺ کی وفات اور جدائی کے صدمہ میں آپ اس قدر غمگین تھیں کہ آپ کے رنج و غم اور گریہ سے دوسرے لوگ بھی متاثر تھے چنانچہ ہندہ بنت اثاثہ نے سرکار ﷺ کی وفات پر جو اشعار لکھے اس میں کہتی ہیں۔

اَشَابَ ذُوَابَتِیْ وَ اَذَلَّ رُكْنِیْ
بُكَاؤُكَ فَاطِمَ الْمَیْتَ الْفَقِیْدَا
اَفَاطِمَ فَاصْبِرِیْ فَلَقَدْ اَصَابَتْ
رَزِیَّتُكَ التَّهَائِمَ وَالنُّجُوْدَا

اے فاطمہ اس وفات پانے والے کے صدمے میں تیرے گریہ نے میرے بال سفید کردئے اور مجھ کو ضعیف کر دیا ہے۔ اے فاطمہ صبر کر بے شک تیری مصیبت نے تہامہ ونجد کے لوگوں کو غمزدہ کررکھا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے وصال شریف کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے مرض وفات شریف میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو جنتی عورتوں کی سردار ہونے کی خوش خبری عطا فرمائی۔

(کنز العمال، ج12، ص107 رقم الحدیث34217 موسسۃ الرسالہ، بیروت)

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے تقویۃ الایمان کی اس عبارت کو دیکھیں جس میں اس عقیدے کا اظہار کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کسی کو نہیں بچاسکیں گے حتیٰ کہ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی نہیں بچاسکتے۔ وہ لکھتے ہیں:

''پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اس چیز میں ہوسکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں کچھ بخل نہیں اور اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔

(تقویۃ الایمان ص 26 مطبع مجتبائی، دھلی)

حالانکہ جس حدیث پاک کو نقل کر کے یہ استدلال کیا گیا اس حدیث پاک کے آخر میں آپ نے اپنی رشتہ داری کے فیض کو بیان فرمایا لیکن چونکہ حدیث پاک کا یہ حصہ اس کے اس استدلال کے منافی تھا لہٰذا اسے نقل ہی نہیں کیا۔ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ **وانذر عشيرتك الاقربين** (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے) تو رسول اللہ ﷺ نے عام اور خواص تمام قریش کو جمع کر کے فرمایا اے کعب بن لوی کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، اے مرہ بن کعب کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔ اے عبد شمس کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔ اے عبد مناف کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔ اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ پھر فرمایا **يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِىْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّىْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا** اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ سے محفوظ رکھو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی چیزوں میں سے تمہارے لئے کسی چیز کا از خود مالک نہیں ہوں سوا اس بات کے کہ میں تمہارا رشتہ دار ہوں اور میں عنقریب تمہیں اس رشتہ داری کا فیض پہنچاؤں گا۔ (مسلم شریف)

اب حدیث پاک کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ آپ فرما رہے ہیں اے میرے خاندان والو! اے میری شہزادی! میری تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے میں رشتہ داری کا فیض تمہیں ضرور پہنچاؤں گا میں ذاتی طور پر کسی چیز کا مالک نہیں یہ سب اللہ کی عطا ہے جب میں تمہیں رشتہ داری کا فیض پہنچا رہا ہوں تو تمہارا بھی حق ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرو۔

نبی اکرم ﷺ کی ذات پاک سے رشتہ داری وہ عظیم سعادت ہے کہ قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کے نسب اور رشتہ کے سوا سارے رشتے منقطع ہوجائیں گے۔ المستدرک للحاکم میں ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

كُلُّ نَسَبٍ وَ سَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ سَبَبِىْ وَ نَسَبِىْ

میرے نسب اور رشتہ کے سوا قیامت کے دن ہر نسب اور رشتہ منقطع ہوجائے گا۔ (**المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابه، ج۳، ص۱۵۳، دار الكتب العلميه، بيروت**)

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ داری کا یہ تعلق قیامت کے دن فائدہ دے گا کہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جب میدان محشر میں آئیں گی تو اعلان کیا جائے گا۔ **يَا اَهْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَمُرَّ** اے اہل محشر! اپنی نگاہیں جھکالو تا کہ فاطمہ بنت محمد گزر جائیں۔ اور آپ اس شان سے پل صراط سے گزریں گے کہ حورعین میں سے ستر 70 ہزار خادمائیں آپ کے ساتھ ہوں گی

(باقی صفحہ 18 پر)

دونوں کا رب کون ہے؟ (التذکرہ فی احوال الموتی و امور الاخرۃ ص 137 مطبوعہ مکتبہ مکۃ المکرمہ، کوئٹہ)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نقل کرتے ہیں:

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! بتاؤ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم فوت ہو جاؤ گے۔ تمہاری قوم تمہیں لے کر جائے گی اور جب تمہارے لئے تین ہاتھ ایک بالشت لمبا اور ایک ہاتھ بالشت چوڑا گڑھا کھودیں گے۔ پھر تمہیں غسل دیں گے۔ کفن پہنائیں گے۔ حنوط لگائیں گے۔ جنازہ اٹھا کر لے جائیں گے اور اس گڑھے میں تمہیں رکھ دیں گے پھر تمہارے اوپر مٹی ڈال کر واپس گھروں کو چلے جائیں گے اور جب لوگ دفنا کر چلے جائیں گے تو تمہارے پاس منکر نکیر آئیں گے۔ ان کی آوازیں کڑک دار اور بجلی کی مانند ہوں گی اور نگاہیں خیرہ کر دینے والی بجلی کی طرح اپنے لمبے لمبے بالوں کو کھینچتے ہوئے آئیں گے۔ انہوں نے ہاتھوں میں لوہے کے لٹھ اٹھا رکھے ہوں گے۔ وہ لٹھ اتنے بھاری ہوں گے کہ تمام اہل زمین اگر مل کر ان کو اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر ہمیں اللہ تعالیٰ ذرہ ذرہ کی شکل میں بکھیر دے تو یہ حق ہے کہ وہ ہمیں متفرق کر دے (لیکن جب ہم دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے تو کیا ہم اسی دنیا والی حالت پر ہوں گے۔ فرمایا کہ ہاں تو انہوں نے عرض کیا تب تو میں (انشاء اللہ العزیز) ان دونوں کو کافی ہو جاؤں گا۔

(التذکرہ فی احوال الموتی والاخرۃ ص 149، سفر آخرت کی منازل ص 237، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث 6738)

☆☆☆☆☆

بقیہ: خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

اور آپ بجلی کے چمکنے کی طرح گزر جائیں گی۔

قیامت میں آپ کی شان یہ ہوگی کہ آپ کو سواری کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء پیش کی جائے گی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ روز قیامت اپنی اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر گزریں گے؟ آپ نے فرمایا: میں اس براق پر سوار ہوں گا جو نبیوں میں خصوصی طور پر صرف مجھے عطا ہوگا۔ میری بیٹی فاطمہ میری اونٹنی عضباء پر ہوگی۔

صرف اہل بیت کرام ہی کو سرکار کی نسبت فائدہ نہیں دے گی بلکہ جو لوگ اہل بیت سے محبت کرتے ہیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت کی محبت کا انہیں بھی صلہ عطا کیا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ مُجْتَمِعُونَ وَمَنْ أَحَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَأْكُلُ وَنَشْرَبُ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ الْعِبَادِ

میں، علی، فاطمہ، حسن و حسین اور ہمارے محبین قیامت کے دن ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے اور ہمارا کھانا پینا بھی اکٹھا ہوگا یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلے کر دئے جائیں گے۔

☆☆☆☆☆